

زكاة اور اسكے فوائد

﴿فوائد الزكاة﴾

[أردو- الأردية - urdu]

محمد بن صالح بن عثيمين

ترجمة

عطاء الرحمن ضياء الله

مراجعة

شفیق الرحمن ضياء الله المدني

ناشر

م - 2009ھ 1430

islamhouse.com

﴿فوائد الزكاة﴾ (باللغة الأردنية)

محمد بن صالح بن عثيمين

ترجمة

عطاء الرحمن ضياء الله

مراجعة

شفيق الرحمن ضياء الله المدني

الناشر

م - 2009هـ 1430

islamhouse.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زکوٰۃ اور اسکے فوائد

زکاۃ اسلام کے فرائض میں سے ایک عظیم فریضہ اور شہادتین اور نماز کے بعد اسکے ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے، اسکے واجب ہونے پر اللہ تعالیٰ کی کتاب، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور مسلمانوں کا اجماع دلالت کرتا ہے۔

جس نے اس کے وجوب کا انکار کیا وہ اسلام سے مرتد اور کافر ہے، اس سے توبہ کروایا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص اسکی ادائیگی میں بخیلی کرتا ہے یا اسمیں سے کچھ کمی کرتا ہے تو وہ ظالموں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی سزا کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

{وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخَلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ} (سورة آل عمران: ۱۸۰)

"جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اسمیں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے"

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے اور وہ اسکی زکاۃ ادا نہیں کرتا ہے تو قیامت کے دن اس (مال) کو اسکے لئے ایک زہریلے سانپ کی شکل میں بنایا جائے گا جس کی آنکھ کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، جو اسکے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اسکی دونوں باچھیں (جبروں کو) پکڑکھے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں"۔

(شجاع: نرسانپ کو کہتے ہیں، اور اقرع: اس سانپ کو کہتے جس کے زہر کی کثرت کیوجہ سے اسکے سر کے بال گر گئے ہوں)
 اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: { وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ } (سورة التوبة ۳۴-۳۵)

"اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو"۔ (التوبة: ۳۴-۳۵)

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو بھی سونایا چاندی والا شخص اپنے اس مال کا حق (زکاۃ) ادا نہیں کرتا ہے، اس کے لئے قیامت کے دن آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی اور انہیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا، جب جب بھی وہ ٹھنڈی ہو جائے گی دوبارہ اسی طرح عمل کیا جائے گا، یہ عذاب ایک ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی، (یہ حالت اس وقت تک رہے گی) یہاں تک بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔"

زکاۃ کے کچھ دینی، اخلاقی اور معاشرتی فائدے ہیں، جن میں سے درج ذیل کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں:

زکاۃ کے دینی فائدے:

۱- یہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن کی ادائیگی ہے جس پر دنیا و آخرت میں بندہ کی نیک بختی اور کامیابی و کامرانی کا دار و مدار ہے۔

۲- یہ بندہ کو اس کے رب سے قریب کر دیتی ہے اور اس کے ایمان میں اضافہ کرتی ہے، بالکل اسی طرح جس طرح کی دیگر طاعتوں (نیکیوں) کے انجام دینے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۳- زکاۃ کی ادائیگی پر بہت بڑا اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

۴- {يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيهِ الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ} ۵- "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے" - (سورۃ البقرۃ: ۲۷۶)

اور فرمایا:

{وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رَّبًّا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ}

"تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا۔ اور جو کچھ صدقہ و زکاۃ تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دو تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دو چنڈ کرنے والے۔ (سورۃ الروم: ۳۹)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص پاکیزہ (حلال) کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے - اور اللہ تعالیٰ صرف پاک چیز ہی کو قبول فرماتا ہے - تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے، پھر اسکی اسی طرح پرورش (افزائش) کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھیرے (گھوڑے کے بچے) کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ کیا ہو) مال (پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے" - (صحیح بخاری و مسلم) -

۴- اللہ تعالیٰ اسکے سبب خطاؤں کو معاف کردیتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے صدقہ "گناہ کو ایسے ہی مٹادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھادیتی ہے" یہاں پر صدقہ سے (واجبی) زکاۃ اور عام (نفلی) صدقات و خیرات سب مراد ہیں۔

زکاۃ کے اخلاقی فوائد:

۱- یہ زکاۃ ادا کرنے والے کو سخی و فیاض اور ارباب جود و کرم کے زمرے سے ملادیتی ہے

۲- زکاۃ کی وجہ سے زکاۃ ادا کرنے والے اپنے فقیر و محتاج بھائیوں پر مہربانی و ہمدردی کرنے کی خوبی سے آراستہ ہو جاتے ہیں، اور مہربانی کرنے والوں پر اللہ رحم فرماتا ہے۔

۳- اس بات کا مشاہدہ ہے کہ مسلمانوں کو مالی اور جسمانی نفع پہنچانے سے شرح صدر اور دل کا سرور و انبساط حاصل ہوتا ہے اور اسکے سبب انسان اپنے بھائیوں کو نفع پہنچانے کے بقدر محبوب اور معزز و مکرم ہو جاتا ہے۔

۴- زکاۃ کی ادائیگی سے صاحب زکاۃ کا اخلاق بخیلی اور کنجوسی سے پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا} (سورة التوبة: ۱۰۳) "آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک و صاف کر دیں" (التوبة: ۱۰۳)

زکاۃ کے معاشرتی فائدے

۱- زکاۃ سے غریبوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے جن کی بیشتر ممالک میں اکثریت ہے۔

۲- زکاۃ کے اندر مسلمانوں کی تقویت اور انکے شان کی بلندی ہے، اسی لئے زکاۃ کا ایک مصرف جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے جسے ہم ان شاء اللہ عنقریب ذکر کریں گے۔

۳- فقیر و محتاج و بد حال لوگوں کے دلوں میں جو کینہ و کپٹ اور عداوت و دشمنی ہوتی ہے زکاۃ کے ذریعہ اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے، کیونکہ جب فقیر و محتاج لوگ مالداروں کو مال و دولت سے محظوظ ہوتے دیکھتے ہیں اور تھوڑا یا زیادہ کچھ بھی انہیں اس سے فائدہ نہیں پہنچتا ہے تو بسا اوقات انکے دلوں میں مالداروں کے خلاف کینہ و عداوت جنم لیتا ہے کہ انہوں نے انکے حقوق کی رعایت نہیں کی اور انکی کسی ضرورت کو پورا نہیں کیا، لیکن اگر مالدار لوگ اپنے اموال میں سے کچھ حصہ ہر سال ان پر خرچ کرتے ہیں تو یہ چیزیں ختم ہو جاتی ہیں اور انکے مابین محبت و الفت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴- اس سے مال کے اندر نمو و بڑھوتری ہوتی ہے اور اسکی برکت میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "صدقہ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے"۔

یعنی اگرچہ صدقہ سے مال کے اندر تعداد کے اعتبار سے تو کمی واقع ہوتی ہے لیکن اسکی برکت اور مستقبل میں اسمیں زیادتی اور اضافہ ہونے میں ہرگز کمی واقع نہیں ہوتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اسکا نعم البدل عطا فرماتا ہے اور اس کے مال میں برکت دیتا ہے۔
 ہ- زکاۃ سے مال کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے، اس لئے کہ جب مال کا کچھ حصہ خرچ کیا جاتا ہے تو اسکا دائرہ بڑھ جاتا ہے اور اس سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے ہیں، برخلاف اس کے کہ اگر وہ مالداروں کے بیچ ہی گردش کرتا رہے، فقیر و محتاج لوگوں کو اس سے کچھ بھی نہ ملے۔

زکاۃ کے یہ تمام فوائد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فرد و معاشرہ کی اصلاح کیلئے زکاۃ ایک ضروری چیز ہے، اور پاک ہے اللہ کی ذات جو علم و حکمت والی ہے۔

زکاۃ کچھ مخصوص مالوں کے اندر واجب ہے، انہی میں سے سونا اور چاندی ہے بشرطیکہ وہ نصاب تک پہنچ جائیں، سونے کا نصاب گیارہ سعودی جنیہ (سونے کا سکہ) اور ایک جنیہ کا تین ساتواں (۷/۳) حصہ ہے۔ اور چاندی کا نصاب چاندی کا چھپن سعودی ریال یا اس کے مساوی بینک نوٹس (کرنسیاں) ہیں، اس کے اندر زکاۃ کی واجب مقدار اڑھائی فیصد ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ وہ سونا اور چاندی سکوں یا بغیر ڈھلے ہوئے ڈھیلے یا زیور کی شکل میں ہوں۔ بنا بریں عورت کے سونے اور چاندی کے

زیور میں بھی زکاۃ واجب ہے اگر وہ نصاب تک پہنچ جائے، اگرچہ وہ اسکو پہنتی یا عاریت (منگنی) دیتی ہو۔

اسلئے کہ سونا اور چاندی کے زکاۃ کو واجب کرنے والی دلیلیں بغیر کسی تفصیل کے عام ہیں، اور اسلئے کہ کچھ خاص حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں جو زیور میں زکاۃ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ اسے پہنا جانا ہو، مثال کے طور پر عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انکی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے، تو آپ نے فرما: "کیا تم اسکی زکاۃ دیتی ہو؟" اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اللہ تجھے ان دونوں کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟" چنانچہ اس عورت نے وہ دونوں کنگن نکال کر پھینک دئے اور کہا: "یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہیں۔"

صاحب بلوغ المرام نے کہا ہے کہ اس حدیث کوائمہ ثلاثہ (یعنی ابوداؤد، نسائی ترمذی) نے روایت کیا ہے، اور اسکی اسناد قوی ہے۔ اور اسلئے بھی کہ اسمیں احتیاط کا پہلو زیادہ ہے، اور جس کے اندر احتیاط کا پہلو زیادہ ہو وہی اولیٰ و بہتر ہے۔

جن اموال میں زکاۃ واجب ہے انہی میں سے تجارت کا سامان بھی ہے، اور اسمیں ہر وہ چیز داخل ہے جسے تجارت کے لئے تیار کیا گیا ہو، جیسے زمین و جائداد، گاڑیاں، مویشی، کپڑے اور اسکے

علاوہ مال کے دیگر اصناف و اقسام، اسکے اندر زکاۃ کی واجب مقدار اڑھائی فیصد ہے، سال کے اختتام پر اسکی قیمت کا اندازہ لگایا جائے گا، اور اسکی اڑھائی فیصد نکالی جائے گی، خواہ اسکی مالیت، قیمت خرید سے کم، یا اس سے زیادہ، یا اسکے مساوی ہو۔

البتہ جس چیز کو اسنے اپنی حاجت کیلئے، یا کرایہ پر دینے کیلئے رکھا ہے جیسے زمینی جائداد، گاڑیاں، ساز و سامان وغیرہ تو اس میں زکاۃ نہیں ہے، اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "مسلمان پر اسکے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ واجب نہیں ہے۔" لیکن سال پورا ہونے پر کرایہ سے حاصل ہونے والی اجرت میں زکاۃ واجب ہے، اسی طرح سابقہ دلیلوں کی بنیاد پر سونے اور چاندی کے زیور میں بھی زکاۃ واجب ہے۔

ساتویں فصل:

اہل زکاۃ کے بیان میں

اہل زکاۃ سے مراد وہ جہات (مصارف) ہیں جنہیں زکاۃ دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کے مستحقین کا بیان از خود فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: {إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ} (سورة التوبة:

(۶۰)

" صدقے (زکاۃ) صرف فقیروں کیلئے ہے اور مسکینوں کیلئے اور انکے اصول کرنے والوں کیلئے اور انکے لئے جن کے دل پرجائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کیلئے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کیلئے، فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔"

اس طرح زکاۃ کے آٹھ مصارف ہیں:

۱- اول: فقراء یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی کفایت کی روزی میں سے صرف تھوڑی چیز یعنی نصف سے بھی کم میسر ہوتی ہے، اگر انسان کے پاس اپنے نفس اور اہل و عیال پر خرچ کرنے کیلئے آدھے سال کا بھی انتظام نہیں ہے تو وہ فقیر ہے اور اسے اتنی زکاۃ دی جائے گی جو اسکے اور اس کے اہل و عیال کیلئے سال بھر کیلئے کافی ہو۔

۲- دوم: مساکین، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی کفایت کی آدھی یا اس سے زیادہ روزی میسر ہوتی ہے، لیکن انکے پاس پورے سال کی روزی کا بندوبست نہیں ہوتا، چنانچہ انکے سال بھر کا خرچ زکاۃ کے رقم سے پورا کر دیا جائے گا۔

اگر آدمی کے پاس نقود نہ ہوں، لیکن اسکے پاس آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ جیسے صنعت و حرفت، یا تنخواہ یا کوئی اور کام ہو جس سے وہ اپنی کفایت بھر روزی کا بندوبست کر سکتا ہے تو اسے زکاۃ نہیں دی جائے گی۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کا فرمان ہے: مالدار کیلئے اور کمانے کی طاقت رکھنے والے
توانا شخص کے لئے زکاۃ کے مال میں سے کوئی حصہ (حق) نہیں
ہے۔"

تیسرا: کارکنان زکاۃ، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ملک کا عام حکمران
زکاۃ وصول کرنے، اسے اس کے مستحقین پر تقسیم کرنے اور اسکی
حفاظت و نگہداشت کرنے وغیرہ ذمہ داری سونپتا ہے، ایسے
لوگوں کو انکے کام (محنت) کے مطابق زکاۃ کے مال سے دیا جائے
گا اگرچہ وہ لوگ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔

چوتھا: وہ لوگ جنکے دلوں کی تالیف (دل جوئی) مقصود ہو، اس
سے مراد وہ سرداران قبائل ہیں جن کے ایمان میں مضبوطی
و پختگی نہ ہو ایسے لوگوں کو زکاۃ کے مال سے دیا جائے تاکہ
انکے ایمان مضبوط و پختہ ہو جائیں اور وہ اسلام کے داعی
اور ایک قدوہ و نمونہ بن جائیں۔ اگر انسان کا اسلام
کمزور ہو لیکن وہ قابل اطاعت سرداروں (با اثر و رسوخ لوگوں)
میں سے نہ ہو، بلکہ عام لوگوں میں سے ہو تو کیا اسکے ایمان
کو مضبوط بنانے کیلئے اسے زکاۃ کا مال دیا جائے گا کہ نہیں؟

بعض علماء کا خیال ہے کہ اسے زکاۃ کا مال دیا جائے گا؛ اسلئے
کہ دین کی مصلحت جسم کی مصلحت سے عظیم تر ہے، اور جب
اسے فقیر ہونے کی صورت میں اسکے جسم کو غذا و خوراک بہم
پہنچانے کے لئے زکاۃ دی جاتی ہے تو اسکے دل کو ایمان کی غذا بہم

پہنچانا زیادہ نفع بخش اور بڑھ کر ہے - جبکہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اسے زکاۃ نہیں دی جائے گی؛ اسلئے کہ اسکے ایمان کی تقویت سے حاصل ہونے والی مصلحت انفرادی اور اسی کے ساتھ مخصوص ہے -

پانچواں: گردن آزاد کرنا، اس مصرف میں زکاۃ کے مال سے غلام خرید کر آزاد کرنا، مکاتب غلام (جس نے اپنے مالک سے آزادی کا معاہدہ طے کر رکھا ہے) کی مدد کرنا اور مسلمان قیدیوں کو چھڑانا داخل ہے -

چھٹا: قرض دار، اس سے مراد وہ قرض دار لوگ ہیں جنکے پاس اپنے قرض کی ادائیگی کی طاقت نہ ہو، ایسے لوگوں کو زکاۃ کے مد سے اتنی رقم دی جائے گی جس سے وہ اپنے قرض کی ادائیگی کر سکیں خواہ وہ قرض تھوڑا ہو یا زیادہ، اگرچہ وہ روزی کے اعتبار سے مالدار ہی کیوں نہ ہوں، اگر مان لیا جائے کہ کوئی ایسا شخص ہے جسکے پاس کوئی ذریعہ آمدنی ہے جو اسکی اور اسکے اہل و عیال کی روزی کیلئے کافی ہے، مگر اسکے اوپر اتنا قرض ہے جسکی ادائیگی کی وہ طاقت نہیں رکھتا ہے، تو اسے اتنی زکاۃ دی جائے گی جس سے اسکے قرض کی ادائیگی ہو سکے -

آدمی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے فقیر مقروض شخص سے قرض کو ساقط کر دے اور یہ نیت کرے کہ وہی اسکے مال کا زکاۃ ہے -

علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر قرض دار شخص آدمی کا باپ یا بیٹا ہو، تو کیا اسے اپنے قرض کی ادائیگی کیلئے زکاۃ کا مال دیا جاسکتا ہے؟ صحیح قول یہ ہے کہ اسے زکاۃ کا مال دے سکتے ہیں۔

اگر صاحب زکاۃ جانتا ہے کہ قرض دار شخص اپنے قرض کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا ہے، تو اسکے لئے جائز ہے کہ وہ صاحب حق کے پاس جائے اور اسکے حق کی ادائیگی کر دے اگرچہ قرض دار کو اسکا علم نہ ہو۔

ساتواں: فی سبیل اللہ (اللہ کے راستہ میں) ، اس سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے، چنانچہ مجاہدین کو زکاۃ کی اتنی رقم دی جائے گی جو ان کے جہاد کیلئے کافی ہو، اسی طرح زکاۃ کے مال سے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے جنگی ساز و سامان خریدے جائیں گے۔

اللہ کے راستے میں شرعی علم بھی داخل ہے، چنانچہ شرعی علم حاصل کرنے والے طلباء کو زکاۃ کا مال دیا جائے گا تاکہ وہ علم حاصل کرنے کیلئے کتابیں وغیرہ فراہم کر سکے، الا یہ کہ خود اسکے پاس مال ہو جس سے وہ تحصیل علم کر سکے۔

آٹھواں: ابن سبیل (مسافر) ، اس سے مراد وہ مسافر ہے جسکا سفر منقطع ہو گیا ہو یعنی دوران سفر اسکا زادراہ ختم ہو گیا ہو، چنانچہ اسے زکاۃ کے مال سے اتنی رقم دی جائے گی جس سے وہ اپنے شہر (وطن) تک پہنچ سکے۔

یہی لوگ زکاۃ کے مستحقین ہیں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، اور اس بات کی خبر دی ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے جو علم و حکمت سے صادر ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

زکاۃ کی رقم کو اسکے مذکورہ مستحقین کے علاوہ کسی اور مصرف مثلاً مساجد کی تعمیر اور راستے کی اصلاح وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے مستحقین کو حصر کے طور پر ذکر کیا ہے، اور حصر کا فائدہ یہ ہے کہ وہ غیر محصور سے حکم کی نفی کرتا ہے۔

زکاۃ کے مذکورہ بالا مصارف میں جب ہم غور و فکر کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو بذات خود زکاۃ کے ضرورت مند ہوتے ہیں، اور کچھ ایسے ہیں جن کی مسلمانوں کو ضرورت پڑتی ہے، اس سے ہمیں اس بات کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے کہ زکاۃ کے واجب قرار دیے جانے میں کس قدر حکمت ہے، اسکی حکمت ایک مکمل صالح معاشرہ کی تعمیر ہے جو بقدر امکان خود کفیل ہو، اور یہ کہ اسلام نے مال و دولت کو اور مال و دولت پر مبنی ممکن مصلحتوں کو نظر انداز نہیں کیا ہے، اور نہ ہی لالچی اور بخیل نفوس کے لئے ان کی کنجوسی اور ہوا پرستی کی آزادی چھوڑی ہے، بلکہ اسلام خیر و بھلائی کا

سب سے بڑا راہنما اور قوموں کی اصلاح کا سب سے بڑا علمبردار ہے، اور ہر قسم کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

زکاة الفطر

زکاة فطر ایک فریضہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے اختتام پر فرض قرار دیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے تمام مسلمانوں پر رمضان کے اختتام پر زکاة فطر فرض قرار دیا ہے"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

زکاة فطر لوگوں کی عام خوراک کی انواع و اصناف میں سے ایک صاع کی مقدار ہے، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید الفطر کے دن ایک اشیائے خوراک میں سے ایک صاع نکالتے تھے، اور (اس وقت) ہمارا خوراک جو، کشمش، پنیر اور کھجور تھا"۔ (صحیح بخاری)

لہذا روپے پیسے (نقدی)، بستر بچھونے، لباس، چوپایوں کے خوراک، ساز و سامان وغیرہ سے زکاة فطر نکالنا کفایت نہیں کرے گا، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل مردود (ناقابل قبول) ہے"۔

صاع کی مقدار اچھے قسم کے گندم سے دو کلو چالیس گرام (2.040kg) ہے، یہی صاع نبوی کی مقدار ہے جس کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرہ (فطرانہ) کی مقدار مقرر کی ہے۔

صدقہ فطر نماز عید سے پہلے نکالنا واجب ہے، افضل یہ ہے کہ اسے عید کے دن نماز عید سے پہلے نکالا جائے، عید سے ایک یا دو دن پہلے بھی نکالنا کافی (جائز) ہے، البتہ نماز عید کے بعد نکالنا کفایت نہیں کرے گا، اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو لغو و رفاہ سے پاک کرنے اور مساکین کو خوراک مہیا کرنے کیلئے زکاۃ فطر قرض قرار دیا ہے، چنانچہ جس نے اسکی ادائیگی نماز عید سے پہلے کردی تو وہ مقبول زکاۃ ہے، اور جس نے اسے نماز عید کے بعد ادا کیا تو وہ عام صدقات و خیرات کی طرح ایک صدقہ ہے"۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

لیکن اگر اسے عید کا پتہ نماز کے بعد چلے، یا وہ اسکے نکالنے کے وقت شہر سے باہر صحرا (بیابان) میں یا ایسے شہر میں تھا جہاں اسکا کوئی مستحق نہیں، تو اسے نماز کے بعد نکالنا کفایت کرے گا اگر وہ نکالنے پر قادر ہے۔ واللہ اعلم و صلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ صحبہ.